© rasailojaraid.com

گردن کی جنبشوں میں تھی حسرت لگی ہوئی
چہرے کی زردیوں میں تھی سرسوں کھلی ہوئی

وہ حادثہ کہ موت ہنسے کھلکھلا اٹھے
وہ سانحہ کہ دیکھ کے دل بلبلا اٹھے

قلب وجگر پہ تیرِ الم کھا رہی تھی وہ
دستِ طلب دراز کیے جا رہی تھی وہ

مانا کہ احتیاج میں دیوانگی سی تھی
لیکن سوال میں ابھی بیگانگی سی تھی

ہمت نگاہ کو ہو نہ جرأت زباں کرے
کھل کر کسی سے حالِ زبوں کیا بیاں کرے

کیا جذبۂ شریف حمیت سے کہہ گیا
دستِ سوال آہ اٹھا اٹھ کے رہ گیا

وہ خاندان جن کا ہے پیشہ گداگری
غیرت سے مجتنب ہیں حمیت سے ہیں بری

جن کے نفس میں بو ہے ذلالت شریک ہے
قسمت میں مفلسی ہے مقدر میں بھیک ہے

گائیں بجائیں روپ نئے سے نیا بھریں
ہر طرح سے وہ اپنی طرف ملتفت کریں

لیکن یہ زخم خوردہ تقدیر کیا کرے
جس کی نظر نہ اٹھ سکے تدبیر کیا کرے

وہ جس پہ تنگ عرصۂ انفاس ہو چکا
وہ جس کا جزوِ زندگی افلاس ہو چکا

دنیا میں جس کا کوئی نہ پرسانِ حال ہو
گر زندگی بلا ہو تو جینا وبال ہو

اس کی خبر بھی صاحبِ دولت نہ لے سکیں
اک خوشۂ تہی خوانِ نعم سے نہ دے سکیں

بسمل نظر اٹھا چمنِ پائمال دیکھ
یہ وقت یہ ضعیفہ یہ دستِ سوال دیکھ

حقایق ومعارف

از

(جناب آلم مظفر نگری)

مستی و علم و نظر

وہ فلسفی ہو کہ صوفی ہو یا کہ ہو ملا
حرم نشیں ہو کہ دیرِ مغاں کا ہو شیدا

© rasailojaraid.com